رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک

حافظ عبدالباسط خان*

چہرہ، ظاہری جمال کا مظہر اور باطنی احوال و کمالات کا سب سے بڑا مخبر ہوتا ہے۔ جسم انسانی میں ظاہری خوبصورتی، چہرے ہی میں تلاش کی جاتی ہے۔ پھر باطنی احوال و کیفیات بھی چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ کذب و صدق ایک باطنی کیفیت ہے مگر چہرہ سے اس کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو رب کریم نے پر نور چہرہ عطا فرمایا۔ حضرت قتادہؓ سے مرسل روایت ہے:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلاَّ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ،- (۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتی کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلا حَسَنَ الصَّوْتِ ، حَسَنَ الْوَجْهِ ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ - صلى الله عليه وسلم - أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا -"(۲)

"ہر نبی کو اللہ نے خوبصورت چہرے اور آواز کے ساتھ ہی مبعوث فرمایا اور تمہارے نبی ﷺ ان سب انبیاء میں سب سے خوبصورت چہرے اور آواز والے تھے۔"

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ شب معراج نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت یوسفؑ سے ملاقات کی تو ان کے حسن و جمال کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ، فَإِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ -" (۳)

پھر میری ملاقات یوسفؑ سے ہوئی انہیں تو حسن و جمال کا ایک وافر حصہ عطا ہوا تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت تھے یا یوسف علیہ السلام، علماءِ شمائل نے اس سوال کے جواب کے ذیل میں دو باتیں کی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ علماء اصول کا قاعدہ ہے کہ جب متکلم دوسرے لوگوں کے بارے میں بات کر رہا ہو تو وہ خود اس میں شامل نہیں ہوتا۔ اور دوسری بات ابن المنیر (۶۸۳ھ) کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ اس حدیث مذکورہ بالا کی توجیہہ ہی یہی ہو گی کہ جو حسن تاجدار ختم نبوت کو عطا ہوا اسی کا ایک وافر حصہ حضرت یوسفؑ کو عطا ہوا تھا۔ (۴)

خلاق ازل نے نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں بشمول انبیاء کرام سے زیادہ خوبصورت بنایا تھا، علمائے حدیث و سیر

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

نے اسے جزوایمان اور عقیدہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

من تمام الایمان به اعتقاد انه لم یجتمع فی بدن آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنه الباطنة ما اجتمع فی بدنه علیه الصلاة والسلام۔ (۵)

"ایمان اس عقیدے سے مکمل ہوتا ہے کہ جو ظاہری محاسن نبی اکرم ﷺ کے جسم اقدس میں جمع ہوئے اور یہی ظاہری محاسن باطنی واندرونی خوبیوں پر دلالت کرنے والے ہیں، کسی دوسرے شخص کے بدن میں جمع نہیں ہوئے۔

نیز علمائے سیر نے لکھا ہے کہ مشاھدین جمال محمدی نے جو کچھ بیان کیا وہ سب بطور مثال ہی ہے ورنہ اس مرکز تجلیات کے محاسن کی حقیقت کاادراک کیا ہی نہیں جاسکتا۔

کانت صفاته الظاهرة لا تدرک حقائقها۔ (۶)

چہرہ مبارک کاذکر خود رب کریم نے قرآن کریم میں فرمایا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(۷)

اے حبیب! ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہوں پس اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔

پھر جس طرح "وجہ" کے لفظ سے ذکر فرمایا اسی طرح "وَالضُّحٰی" کی تلمیح سے بھی ذکر فرمایا۔

وَالضُّحٰی ، وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ،مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (۸)

"قسم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرہ زیبا) کی اور سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

ملا علی قاریؒ شرح الشفاء میں لکھتے ہیں:

"والانسب بهذا المقام فی تحقیق المرام ان یقال ان فی الضحیٰ ایماء الی وجهه ﷺ کما ان فی اللیل اشعارا الی شعره علیه الصلاة والسلام۔" (۹)

اس سورت کا نزول جس مقصد کے لیے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضحی میں آپ ﷺ کے چہرہ انور اور لیل میں آپ ﷺ کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے رخ تاباں کی رنگت گوری تھی۔ جس نے جتنا دیکھا، سیر نہ ہوا اور جتنا مشاہدہ ہوا اتنا بیان کر دیا۔ جانثاران محمد ﷺ میں سے کسی نے چہرہ انور کے انوارات پر نظر ڈالی تو بیان کیا کہ

کَانَ رَسُولُ اللهِ، صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وسلم، أَزْهَرَ اللَّوْنِ. (۱۰)

وہ رنگ وروپ کے لحاظ سے سب سے زیادہ پرنور تھے۔

پھر براء بن عازب نے دھاری دار سرخ چوغے میں زیارت کی تو یوں گویا ہوئے:

مَا رَأَیْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِصلی الله علیه وسلم۔ (۱۱)

میں نے سرخ دھاری دھار جبے میں قدرے لمبی زلفوں والا کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت

نہیں دیکھا۔

رنگت مبارک ایسی گوری نہ تھی کہ دوسرے کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو بلکہ جاذب نظر چمکدار سرخی کے امتزاج والا سفید رنگ تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ أَسْمَرَ اللَّوْنِ (گندم گوں) رنگ تھا، یا چاندی کی طرح سفید تھا۔ (۱۲) رنگت مبارک کے بارے میں آنے والی تمام روایات کو جمع کرتے ہوئے عبدالروف مناوی فرماتے ہیں:

فثبت بمجموع هذه الروايات ان المراد بالسمرة حمرة تخالط البياض وبالبياض المثبت ما يخالط الحمرة، واما وصف لونه فی اخبار بشدة البياض فمحمول على البريق واللمعان كما يشير اليه حديث كان الشمس تحرک فی وجهه-'' (۱۳)

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ جن میں لفظ سمرۃ کا ذکر آیا ہے، وہاں اس سے مراد وہ سرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مراد وہ رنگ ہے جس میں سرخی ہو اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے مبارک رنگ کو بہت سفید بیان کیا گیا ہے اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب محو خرام رہتا ہے۔

تمام اعضاء مبارکہ میں تناسب واعتدال تھا۔ یہاں اعضاء چہرہ کا علیحدہ علیحدہ مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔ سر انور:

سر انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ ''ضَخْمَ الرَّأْسِ'' (۱۴) اور ''عَظِيمَ الْهَامَةِ'' (۱۵) کے کلمات ذخیرہ رویات میں میں آئے ہیں۔ شارحین نے لکھا ہے کہ سر کا بڑا ہونا دماغی طور پر کامل ہونے کے ساتھ ساتھ سردار قوم ہونے کی بھی دلیل ہے۔

وهو دال على كمال القوة والدماغية من الحواس الباطنة ولكما لها يتمير الانسان على غيره-(۱٦)

۲۔ موئے مبارک:

نبی کریم ﷺ کی زلفیں مبارک نہ تو مکمل خمدار تھیں اور نہ بالکل سیدھی بلکہ درمیانی نوعیت کی تھیں۔

وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا، لاَ جَعْدَ وَلاَ سَبِطَ- (۱۷)

کبھی زلفیں کانوں کی لو کو چھونے لگتیں (ذي لِمَّةٍ) اور کبھی زلفیں قدرے بڑھ جاتیں اور کانوں کی لو سے تجاوز کرنے لگتیں (ذی وَفْرَةٌ) اور کبھی مصروفیات کے باعث بال مبارک نہ ترشوانے کی وجہ سے زلفیں مبارک شانوں کو چھونے لگتیں۔ (ذی جُمَّة) (۱۸)

۳۔ پیشانی مبارک:

حضور اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کے بارے میں ذخیرہ روایات میں مندرجہ ذیل کلمات ملتے ہیں۔

وَاسِعُ الْجَبِين: کشادہ پیشانی والے (۱۹)

مُفَاضُ الْجَبِينِ: بڑی پیشانی والے (۲۰)

الصَّلْتِ الْجَبِينِ: خوب کھلی اور ملائم پیشانی والے (۲۱)

خاص الْجَبِينِ::بڑی پیشانی والے (۲۲)

أَسِيلَ الْجَبِينِ: ہموار پیشانی والے (۲۳)

رَحْبَ الْجَبِينِ: کشادہ پیشانی والے (۲٤)

عَظِيمُ الْجَبْهَةِ بڑی پیشانی والے (۲۵)

ان تمام تعبیرات سے یہ معنی مستفاد ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی کشادہ پیشانی پر کبھی بھی اکتاہٹ اور بیزاری کی کیفیت نہیں آئی اور نہ ہی کبھی پیشانی پر شکن آئی۔ پیشانی مبارک پر جب پسینہ آتا تو اس کا حسن دوبالا ہو جاتا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ پیشانی پر آنے والے پسینہ سے نور پھوٹ رہا ہے تو نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر شاعر ابو کبیر الہذلی اس وقت آپ کی زیارت کر لیتا تو اپنے اس شعر کا مصداق پالیتا۔

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ ... بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ(۲٦)

جب میں نے اس کے رخ روشن کو دیکھا تو اس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکتی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔

حافظ ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی موئے مبارک سے پیشانی ظاہر یا دن کے وقت ظاہر ہوتی یا رات کے وقت دکھائی دیتی یا آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اس وقت جبین انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (۲۷) حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

متی یبد فی الداجی البهیم جبینه یلح مثل مصباح الدجی المتوقد (۲۸)

''رات کی تاریکی میں حضور ﷺ کی جبین اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے اندھیرے میں روشن چراغ۔''

۴۔ابرو مبارک:

نبی کریم ﷺ کے ابرو مبارک خوبصورتی کا مرقع تھے۔ ابرو کی خوبصورتی اس کی درازی، سیاہی، باریکی اور قدرے خم داری میں ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے ابرو مبارک میں یہ تمام صفات و خصوصیات تھیں۔

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ فرماتے ہیں:

''أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ''(۲۹)

''نبی کریم ﷺ کے ابرو مبارک (کمان کی مانند) خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غصہ میں ابھر آتی۔''

اِزج کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں:

(أزج الحواجب) ای الحاجبین ای مقوسهما، مع کثرة شعرهما و طوله فی ظرف، وامتدادهما ودقتهما مع طول''۔ (۳۰)

اسی طرح صاحب منتہی السؤل علی وسائل الوصول لکھتے ہیں:

(أزج الحواجب) بمعنى مقوسى الحاجبين مع وفور الشعر وطوله فى طرفه وامتداده اودقيقهما مع طول لان الزجج- بزای وجيمين محركه- استقواس الحاجبين مع طول كما فى القاموس اودقة الحاجبين مع سبوغهما الى مؤخر العين كما فى الفائق- (۳۱)

ان دونوں عبارات کا حاصل یہ ہے کہ لفظ ازج انتہائی جامع لفظ ہے اس کے معنی میں ابروؤں کا باریک مگر گنجان ہونا، لمبا ہونا اور خمدار ہونا شامل ہے۔

ام معبد کی حدیث میں ”أَزَجُّ أَقْرَنُ“ (۳۲) کے الفاظ ہیں یعنی ابرو مبارک آپس میں ملے ہوئے تھے۔ سیدنا علیؓ کی روایت میں مَقْرُونَ الْحَاجِبَیْنِ (۳۳) کے الفاظ ہیں۔

بظاہر ان روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے کہ ہند بن ابی ہالہ کی روایت کے مطابق ابرو جدا جدا تھے جبکہ درج بالا دیگر دو روایات کے مطابق ابرو ملے ہوئے تھے۔ حافظ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ ابرو ملے ہوئے نہیں تھے لیکن چونکہ خوب دراز تھے اس لیے غور سے دیکھنے پر ہی ان کے درمیان کشادگی اور فاصلہ صاف نظر آتا تھا۔ (۳۴)

۵۔ چشمان مقدسہ:

سرکار دوعالم ﷺ کی چشمان مبارکہ بہت خوبصورت تھیں۔ آنکھوں پر پلکیں خوب دراز تھیں۔ اور آنکھ میں پتلی خوب سیاہ تھی جبکہ آنکھ کا بقیہ حصہ سفید تو تھا مگر یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس میں سرخ ڈورے ہیں۔ چشمان مقدسہ قدرتی طور پر سرمگیں تھیں حتی کہ جب سرمہ نہ لگایا ہوتا تب بھی اس کے لگے ہونے کا خیال ہوتا۔ آنکھ کی خوبصورتی کو مندرجہ ذیل تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے۔

أدْعَجَ العَیْنَیْنِ: کشادہ اور سیاہ آنکھیں (۳۵)

أَشْکَلُ الْعَیْنَیْنِ: آنکھ کی سفیدی میں ہلکی سرخی (۳۶)

أَشْهَلَ الْعَیْنَیْنِ: آنکھ کی سیاہی میں ہلکی سرخی (۳۷)

الْأَنْجَلُ الْعَیْنَیْنِ: خوب کشادہ آنکھیں (۳۸)

عَظِیمَ الْعَیْنَیْنِ: بڑی آنکھیں (۳۹)

أکحلَ العینین: سرمگیں آنکھیں (۴۰)

أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَیْنَیْنِ: دراز پلکوں والی آنکھیں (۴۱)

أَسْوَدَ الْحَدَقَةِ: سیاہ پتلی والی آنکھیں (۴۲)

مشرب یا متشرب العین لحمرة سرخی والی آنکھیں (۴۳)

آنکھ کے سیاہ حلقے میں سرخی کا ذکر لفظ ”اشہل“ سے کیا تو گیا ہے مگر راقم کو اس کی تشریح نہیں مل سکی اس لیے کہ یہ تعبیر ”اسود الحدقۃ“ کی تعبیر سے بالکل مختلف ہے۔ غریب الحدیث پر لکھنے والے علماء نے اِشکل اور اِشہل میں فرق یہی بتلایا ہے کہ مقدم الذکر کا مطلب آنکھ کی سفیدی میں سرخی ہے جبکہ موخر الذکر کا مطلب آنکھ کی سیاہی میں سرخی ہے۔ (۴۴) اور یہی تشریح علماء سیر نے بھی علماء لغت سے نقل کی کر دی ہے۔ (۴۵) لیکن اس پیدا ہونے والے تعارض کو حل نہیں کیا۔

راقم کے خیال میں اِسود الحدقۃ کی تعبیر ہی راجح ہے اس لیے کہ آنکھ کی سفیدی میں ہلکی سرخی خوبصورتی کی علامت ہے جبکہ آنکھ کے سیاہ حصے کا خوب سیاہ ہونا ہی اس کی خوبصورتی ہے۔ ابن حبانؒ نے تو اشکل کو بھی اشہل کے معنی میں قرار دیا ہے مگر تشریح نہیں کی۔ (۴۶)

یہ بھی ممکن ہے کہ ابو زید کی اس تشریح کو قبول کر لیا جائے کہ اِشہل، اِشکل اور اِسجر کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے آنکھ کی

سفیدی میں سرخی۔ (۴۷) اس سرخی کو ابن حجر مکیؒ نے "محمود محبوب" (۴۸) کہا ہے یعنی یہ سرخی قابل تعریف ہوتی ہے اور پسندیدہ بھی۔ باقی سنن ترمذی میں سماکؒ کا یہ کہنا اِشکل کا مطلب آنکھ کا لمبا ہونا ہے اسے قاضی عیاض نے سماک کا وہم قرار دیا ہے اور اکثر محدثین واصحاب سیر نے قاضی عیاض کی بات درست قرار دی ہے اور لغت میں بھی اشکل کا معنی یہ نہیں ہے جو سماک نے بیان کیا۔ (۴۹) نیز یہ آنکھ کی سرخی آپ کی نبوت کی علامت تھی۔ (۵۰) واللہ اعلم

حیاء کے باعث اکثر آنکھیں جھکی رہتی تھیں۔

خَافِضَ الطَّرْفِ , نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ- (۵۱)

نظر مبارک سے پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔رات میں ایسے صاف دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے ہوں (۵۲) اللہ کریم نے اپنے محبوب کے لیے آسمان وزمین کو سمیٹ دیا پھر آپ نے زمین کے مشرق ومغرب دیکھ لیے۔ (۵۳)

۶۔ ناک مبارک:

تاجدار کائنات حضور اکرم ﷺ کی بِنی مبارک بھی خوبصورتی کا نمونہ تھی۔ آپ کی ناک مبارک کی خوبصورتی کو "أَقْنَى الْعِرْنِينِ" سے بیان کیا گیا ہے۔

القنا فی الانف طوله ودقة ارنبته مع حدب فی وسطه- (۵۴)

یعنی قنا کا معنی ہے ناک کا لمبا، باریک اور درمیان سے قدرے اٹھا ہوا ہونا۔

أَقْنَى الْعِرْنَيْنِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ-(۵۵)

نبی اکرم ﷺ کی بِنی مبارک اعتدال کے ساتھ لمبی، باریک اور قدرے اونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں جو شخص بِنی مبارک کو غور سے نہ دیکھتا وہ حضور ﷺ کو بلند بِنی والا خیال کرتا۔

بعض روایات میں "دَقِيقَ الْعِرْنِينِ" (۵۶) (باریک ناک والے) کے الفاظ ہیں۔ ناک کی ایسی ساخت وجاہت و وقار کی علامت سمجھی جاتی ہے۔اور آپ وجاہت و وقار کے اعلیٰ رتبہ پر فائز تھے۔ (۵۷)

۷۔ رخسارِ جلوہ گاہ:

نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک اعتدال و توازن کا دلکش نمونہ تھے۔ نہ زیادہ ابھرے ہوئے نہ اندر کی طرف دھنسے ہوئے۔ نرم وملائم کم گوشت۔

أَبْيَضَ الْخَدَّيْنِ-(۵۸) سفید رخسار

سَهْلُ الْخَدَّيْنِ- (۵۹) نرم کم گوشت رخسار

أَسِيلَ الْخَدَّيْنِ- (۶۰) کم لمبے رخسار

ان کے قدرے لمبے ہونے کی وجہ سے ہی سائل نے پوچھا تھا کہ کیا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۸۔ لب اقدس:

نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کے لب مبارک خالق کائنات کے تمام بندوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور بوقت سکوت نہایت ہی شگفتہ و لطیف محسوس ہوتے تھے۔

وَكَانَ أَحْسَنَ عِبَادِ اللهِ شَفَتَيْنِ، وَأَلْطَفَهُ خَتْمَ فَمٍ-(۶۱)

۹۔ دہن مبارک:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الفَمِ، أَشْكَلَ العَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ(٦٢)

حضور اکرم ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

راویٔ حدیث حضرت بن حرب نے ضَلِیعَ کی تشریح واسع الفم سے کی ہے۔ (۶۳) اور ایسا دہن عربوں کے ہاں پسندیدہ شمار ہوتا ہے۔ نیز یہ متکلم کے فصیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ (۶۴)

۱۰۔ دندان اقدس:

ختمی مرتبت ﷺ کے دندان اقدس باریک اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دندان مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ جب تکلم فرماتے تو یوں لگتا کہ دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ (۶۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

كَان رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ يُرَى كَالنُّورِ بَيْنَ ثَنِيَّتَيْهِ- (٦٦)

بعض روایات میں ''مُفَلَّجُ الثَّنَایَا'' اور بعض میں بَرَّاقُ الثَّنَایَا (۶۷) اور بعض میں ''اَشْنَبُ'' کے الفاظ ہیں۔ مقدم الذکر دونوں کلمات کا معنی سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی ہے اور مؤخر الذکر کلمہ کا معنی یہ بتلایا گیا ہے کہ دانت باریک، اجلے ہوئے اور چمکدار تھے۔ (۶۸)

آپ کی تھوک مبارک بھی ٹھنڈی اور میٹھی تھی چنانچہ حضرت انسؓ کی حویلی میں ایک کنواں تھا۔ اس کے پانی سے جب آپ کی تھوک مل گئی تو پورے مدینہ منورہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی کنویں کا نہ تھا۔ آپ کی تھوک مبارک کے لگنے سے حضرت علیؓ کا آشوب چشم ختم ہوا۔ حضرت حسنؓ نے لعاب مبارک چوسا تو پیاس ختم ہو گئی۔ اور اپنے زمانہ مبارک میں یوم عاشوراء میں چند دودھ پیتے بچوں کے منہ میں آپ کا لعاب گیا تو افطار تک انہیں دودھ کی ضرورت نہ رہی۔ (۶۹)

۱۱۔ زبان مبارک:

سید العرب والعجم محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک حق و صداقت کی آئینہ دار تھی۔ نزول وحی کے وقت آپ جلد جلد اسے محفوظ کرنے کے آرزومند ہوتے۔ اس پر رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (٧٠)

''اے حبیب) آپ اسے جلد جلدی یاد کرنے کے لیے (نزول وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔''

حضرت علیؓ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْزُنُ لِسَانَهُ إِلا فِيمَا يَعْنِيهِ- (٧١)

''نبی اکرم ﷺ زبان اقدس کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔''

۱۲۔ آواز مبارک:

نبی اکرم ﷺ کی آواز مبارک بھی خود ایک معجزہ تھی۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ کریم نے ہر نبی کو حسین چہرہ اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا اور جب (اے لوگو) تمہارے نبی مکرم کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی

خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ (۷۲) آواز کی خوبصورتی کو ''حَسَنَ النَّغْمَةِ'' (۷۳) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ ام معبد کی حدیث میں ہے کہ آواز میں دبدبہ تھا۔فِي صَوْتِهِ صَحَلٌ۔ (۷۴)اور جیسے جیسے سامعین بڑھتے تھے قدرتی طور پر آواز سب تک پہنچتی حتی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سوالاکھ کے قریب صحابہ کرامؓ کو اپنی اپنی جگہ پر ہی نبی مکرم ﷺ کی آواز آرہی تھی۔

۱۳۔ ریش اقدس:

ریشِ اقدس گھنی اور گنجان تھی۔أَسْوَدَ اللِّحْيَةِ: سیاہ داڑھی (۷۵)

كَثُّ اللِّحْيَةِ: گھنی داڑھی (۷۶)

كَثِيفَ اللِّحْيَةِ: گھنی داڑھی (۷۷)

آپ ﷺ ریش مبارک کو طولاو عرضا تراشا کرتے تھے۔ (۷۸) ابو یعلی کی روایت میں بالسویۃ کا اضافہ ہے یعنی طولاو عرضا برابر تراشتے تھے۔ (۷۹)

۱۴۔ گوش اقدس:

نبی کریم ﷺ کے گوش اقدس سیاہ زلفوں کے درمیان سفید ہونے کے باعث یوں لگتے تھے کہ جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔ یہ تعبیر خود حضرت عائشہؓ کی ہے۔

وَتَخْرُجُ الْأُذْنَانِ بِبَيَاضِهِمَا مِنْ بَيْنِ تِلْكَ الْغَدَائِرِ كَأَنَّهَا تَوَقُّدُ الْكَوَاكِبِ الدُّرِّيَّةِ مِنْ سَوَادِ شَعْرِهِ.-(۸۰)

جب حضرت علیؓ یمن میں نبی آخر الزمان کی طرف قاضی بنا کر بھیجے گئے تو ایک یہودی عالم نے محمد مصطفی ﷺ کا حلیہ پوچھا۔ حضرت علیؓ جب حلیہ مبارک بیان کر چکے تو وہ کہنے لگا کچھ مزید بھی بیان کیجیے حضرت علیؓ نے فرمایا اس وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اس یہودی عالم نے کہا کہ باقی میں نہ بیان کر دوں۔ اس کے بعد کہنے لگا:

فِي عَيْنَيْهِ حمرة حسن اللِّحْيَة حسن الْفَم تَامّ الْأُذُنَيْنِ۔ (۸۱)

''ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں۔ ریش مبارک بھی خوبصورت اور دھن اقدس بھی حسین جمیل ہیں اور کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔''

کان مبارک جیسے ظاہری طور پر خوبصورت تھے باطنی طور پر ان کی قوت سماعت بھی ایسی تھی کہ دور و نزدیک کی آوازیں، پوشیدہ و دیدہ اشیاء و مخلوقات کی آوازیں بحکم الہی سن لیتے تھے۔ چنانچہ قبر میں مردوں کی آوازیں جو عذاب میں مبتلا تھے، آپ نے سن لیں۔ (۸۲) ایک دفعہ اسماء بنت عمیسؓ حاضر تھیں، فرمایا جعفر بن ابی طالب سادات الملائک جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ گزرتے ہوئے سلام کر رہے ہیں اے اسماء تم ان کے سلام کا جواب دو (حضرت جعفر ان کے شوہر تھے جو کہ مرتبہ شہادت پا چکے تھے)۔ (۸۳) ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ (۸۴)

میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

۱۵۔ رخ انور اور تشبیہات:

سرکار مدینہ ﷺ کے صحابہ چہرہ اقدس کی زیارت کرتے تھے اور پھر اپنے شاگردوں سے بیان کرتے تھے۔ کچھ نے رخ انور کی زیارت کی اور پھر اس کو بصورت تشبیہہ بیان کیا۔

نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو چاند، سورج اور قرآن کریم کے ورقہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ایام وصال میں صحابہ کرامؓ کو ابو بکرؓ کی امامت میں نماز پڑھتے دیکھا تو اس وقت: کَأَنَّ وَجْهَه ورَقَةُ مُصحَفٍ(۸۵)"گویا آپ کا چہرہ انور قرآن کا ورق تھا۔" اس تشبیہ کے بارے میں علامہ مناویؒ لکھتے ہیں:

ووجه التشبيه حسن الوجه وصفا البشرة وسطوع الجمال لما أفيض عليه من مشاهدة جمال الذات-(۸۶)

(قرآن مجید کے ورق سے) تشبیہ کی وجہ چہرے کی خوبصورتی، جلد مبارک کی نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک ہے کیونکہ یہی وہ روئے اقدس ہے جو جمال خداوندی کے مشاہدہ سے فیض یاب ہوا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے ربیع بنت معوذ سے حضور اکرم ﷺ کے شمائل پوچھے تو انہوں نے کہا:

يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً.(۸۷)

اے میرے بیٹے اگر تو ان کی زیارت کرتا تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع ہوتے سورج کی زیارت کرتا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں:

وَكَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا. وَأَنْوَرَهُمْ لَوْنًا. لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ قَطُّ إِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهُ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِوكان عرقه فى وجهه مثل اللؤلؤ-(۸۸)

"حضور اکرم ﷺ سب سے بڑھ کر حسین و جمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور ﷺ کی توصیف و ثنا کی اس نے چہرہ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی اور آپ ﷺ کے روئے منور پر پسینے کے قطرے دو موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔"

۱۶۔ چہرہ مبارک کی گولائی:

چہرہ مبارک بالکل گول نہیں تھا اَا بِالْمُكَلْثَمِ بلکہ گوئی لیے ہوئے تھا۔ نہ بالکل لمبا نہ بالکل گول۔ بلکہ قدرے گول تھا۔ اور ایسا چہرہ عربوں کے ہاں بہت پسندیدہ ہے۔(۸۹)

چہرہ مبارک پر ظاہر ہونے والی کیفیات:

سرکار دو عالم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی سوائے اسکے کہ نبی مکرم ﷺ کو غصہ آئے۔

كانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا - (۹۰)

عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والے کسی کو نہیں دیکھا۔(۹۱) بعض احادیث میں آیا ہے کہ کبھی کبھی اس طرح بھی ہنس لیتے تھے کہ دانت مبارک ظاہر ہو جاتے۔(۹۲) لیکن تمام حیات کبھی قہقہہ نہیں لگایا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ متواصل الاحزان (ہمیشہ غم کی کیفیت میں رہتے) تھے۔(۹۳) لیکن یہ کیفیت اندرونی تھی۔ ظاہر ہمیشہ ایک بشاشت بھرا تبسم رخ انور کی زینت رہتا تھا۔(۹۴)

جب خوشی کی بات معلوم ہوتی تو چہرہ مبارک جو سرخی و سفیدی کا حسین امتزاج تھا، مزید سرخ و سفید ہو جاتا اور یہ ایسی کیفیت تھی جسے فدایان رسول بخوبی جانتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک

صحابیہ، جومدینہ منورہ کے عوالی (شہر سے باہر کا رہائشی علاقہ) میں رہتی تھیں، ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ان کے ہاں آئے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ابھی ایک شخص تم پر نمودار ہو گا وہ جنتی لوگوں میں سے ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم کچھ دیر ٹھہرے تو اتنے میں ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے، دوسری مرتبہ آپ نے یہی فرمایا تو کچھ دیر بعد عمر بن خطابؓ تشریف لائے، پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا تو ساتھ یہ بھی فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا۔

اے اللہ اگر آپ چاہیں تو آنے والے شخص کو علیؓ بن ابی طالب بنادیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم کچھ دیر ٹھہرے تو علیؓ بن ابی طالب تشریف لائے۔

فَسُرَّ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيَاضًا وَحُمْرَةً، وَكَانَ إِذَا بُشِّرَ لَقِيَ ذَلِكَ-(۹۵)

اس پر نبی اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس پر سفیدی و سرخی والی خوبصورتی نمودار ہوئی۔ اور آپ ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ اقدس کی ایسی ہی کیفیت ہوتی۔

روایات میں بوقت فرحت ابنساط آپ ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہونے والی کیفیت کے لیے مُذْهَبَةٌ(۹۶) اور مُدْهُنَةٌ(۹۷) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

مذھبۃ کا معنی ہے سونے کی طرح چمکدار چہرہ اور مُدْهُنَةٌ کا معنی ہے تیل کی طرح صاف جلد یا بارش کے اس پانی کی طرح جو کسی پہاڑ کے سوراخ میں چلا جاتا ہے یعنی پہاڑوں کی تہوں میں بارش کا پانی۔ چونکہ وہ پانی بہت صاف ہوتا ہے لہٰذا اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (۹۸) اس کے بالمقابل جب دینی اعتبار سے کوئی ناپسندیدہ بات سامنے آتی تو رخ انور پر اس کے آثار بھی بالکل واضح نظر آتے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے مابین جب قرآن کریم کی کسی آیت کے پڑھنے میں اختلاف واقع ہوا اور چونکہ جانبین کو نبی اکرم ﷺ نے پڑھایا تھا تو چہرہ پر غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ چنانچہ غصہ کی کیفیت ایسے مواقع پر مندرجہ ذیل تعبیرات میں بیان ہوئی ہے۔

i- فتمعَّرَ وجهُ رسولِ الله ﷺ(۹۹)"چہرہ اقدس پر غصہ کے باعث بشاشت اور چمک ماند پڑ گئی۔"

ii-فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ (۱۰۰)"چہرہ مبارک کی رنگت بدل گئی۔"

iii-فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ (۱۰۱)"چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔"

صحابہ کرامؓ ہر وقت اس امر کا احساس کرتے تھے کہ مبادا کوئی بات کہیں اور رخ انور پر ناراضی کے آثار ظاہر ہوں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کلمات جو بار بار متعدد واقعات میں منقول ہیں اس پر دلالت کرتے ہیں۔

i- فَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَادَ أَنْ يَتَغَيَّرَ-(۱۰۲)

"نبی کریم ﷺ کا چہرہ غصہ سے بدلنے ہی والا تھا۔"

ii- فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (۱۰۳)

"میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے۔"

خلاصۂ بحث:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے انبیاء کرام کے وجود مبارکہ کو ہر قسم کی شبیہ و تصویر سے پاک رکھا

ہے۔اس سے ایک طرف ان مقدس ہستیوں کی ناموس کی حفاظت کی گئی ہے کہ مبادا کوئی بد بخت ان کی شبیہوں کی توہین کرے تو دوسری طرف ان ہستیوں کے بارے تشویق و ترغیب کو باقی رکھا گیا ہے۔ان دونوں حکمتوں کو ختمی مرتبت نبی رحمت مرکز محبت والفت محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے دیکھیں تو معاملہ مزید واضح ہو جاتا ہے۔اب اعداء اسلام معاذ اللہ جتنی تشبیہات اور خاکے بنالیں سب کذب و دجل ہے جس کی سرے سے کوئی حیثیت نہیں۔ پھر عشاق مصطفیٰ ہر دور میں ختمی مرتبت کا حلیہ مبارک پڑھتے، سنتے اور سناتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔اگر بالغرض کوئی تشبیہ موجود ہوتی تو یہ رغبت و شوق ہر گز نہ ہوتا۔

صحابہ کرامؓ عشاق باصفا تھے۔ایک طرف شرعی احکام نبی رحمت ﷺ سے لے رہے تھے اور دوسری طرف ان کا حلیہ، عادات، اخلاق اور مزاج بھی اپنے سینوں میں محفوظ کر رہے تھے۔ وہ ذوق و شوق سے یہ دونوں چیزیں آگے منتقل کر رہے تھے اور یہ سلسلہ چلتا چلتا ہم تک پہنچا۔اور پھر یہ نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت ظاہر ہو گئی کہ دیگر انبیاء کرام کے برعکس آپ ﷺ کی عادات و شمائل پوری صحت کے ساتھ امت تک پہنچیں۔ خلاق علیم نے ہر طرح کی ظاہری و باطنی محاسن اپنے حبیب کے جسد اطہر میں جمع کر دیئے۔ظاہری حسن ایسا عطا فرمایا کہ دیکھنے والے کی نظر کبھی بھرتی نہ تھی۔ ہر صاحب ایمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ آپ کے مثل نہ کوئی آیا نہ آئے گا۔ سرخی و سفیدی سے مزین گندمی رنگ لیے ہوئے چہرہ یوں چمکتا تھا کہ جیسے سورج و چاند چمکتے ہیں۔ سر مبارک اعتدال لیے ہوئے قدرے بڑا تھا جو کامل فکری صلاحیتوں کی علامت ہے، زلفیں خمدار تھیں، جو اکثر کانوں کی لو تک رہتیں۔ خوبصورت ملائم کشادہ پیشانی تھی جس پر پسینہ موتیوں کے قطرے محسوس ہوتے تھے ابرو باریک دارز اور مکمل تھے، ان کے درمیان ایک رگ تھی جو بوقت غصہ خون سے بھر کر پھول جاتی تھی۔ آنکھیں کشادہ سرنگیں اور سرخ ڈاروں عالی تھیں ناک مبارک باریک لمبا اور وسط سے قدرے اٹھا ہوا تھا جو حقیقت میں ایک نور تھا جو اوپر کو اٹھتا تھا۔ رخسار مبارک نرم کم گوشت لمبے اور سفید تھے۔ لب اقدس سب مخلوق سے زیادہ خوبصورت اور دہن مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، دندان مبارک باریک چمکدار اور لعاب سے تر رہنے کے باعث بہت خوبصورت تھے۔ آواز بذات خود ایک معجزہ تھی جو حسب سامعین پھیلتی تھی حتی کہ ہزاروں کے مجمع میں بلا توسط پہنچتی تھی۔ ریش اقدس گھنی تھی گوش اقدس تخلیق اور خوبصورتی کے اعتبار سے مکمل تھے۔ چہرہ پر تازگی اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا جب غصہ آتا تو بس چہرے کی تابناکی قدرے ماند پڑتی۔ سماعت و بصارت خود ایک معجزہ تھی کہ عالم کون و مکان نظروں کے سامنے تھا اور ہر چرند و پرند اور انس و جن کی آوازیں سب سنائی دیتی تھیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) اصحاب کتب سیرت و شمائل نے اس روایت کی نسبت حضرت انسؓ کی طرف کی ہے اور اسکا مصدر امام ترمذی کی کتاب بتلائی ہے مگر ترمذی کی الشمائل میں روایت حضرت قتادہؒ سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو (i) ترمذی، محمد بن عیسی، الشمائل المحمدیة ، باب ما جاء فی قراء ة رسول الله ﷺ، السعودیہ، دار الصدیق، ۲۰۱۳ھ، ص ۱۲۲، ح ۳۲۰؛ جبکہ امام دار قطنی نے حضرت انسؓ سے اپنی العلل میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ”احسنهم وجها وا حسنهم خلقا کے الفاظ

ہیں۔دار قطنی، علی بن عمر،العلل الواردة فی الاحادیث النبویه، ریاض، دار طیبة، ۱۴۰۵ھ، ۱۲/۱۶۰، ح ۲۵۷۰

(۲) حوالہ بالا

(۳) قشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الایمان،باب الاسراء برسول اللہ ﷺ بیروت،دار احیاء التراث، ۱/۱۴۵، ح ۲۵۹ روایت کا ذکر بہت سے اصحاب جوامع، سنن و مسانید نے کیا ہے۔ بطور اختصار ایک ہی حوالہ پر اکتفاء کیا ہے۔

(۴) ابن حجر الہیثمی، احمد بن محمد، اشرف الوسائل الی فهم الشمائل، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، ص ۴۵۱، ۴۵۲؛ قسطلانی، احمد بن محمد، المواهب ا للدنیةبالمنح المحمدیة، بیروت،دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ء، ۱۴۱/۸؛ ملا علی قاری، علی بن سلطان، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، مصر المطبعة الشرفیة، س ن، ۱۱۵/۲

(۵) جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ۱/۱۰

(۶) حلبی، علی بن ابراهیم، السیرة الحلبیة، دار المعرفه، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ۴۳۴/۳

(۷) البقرة ۱۴۴:۲

(۸) الضحی ۹۳: ۱۔۳

(۹) ملا علی قاری، علی بن سلطان، شرح الشفاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ، ۱/۹۰

(۱۰) بیہقی، احمد بن الحسین، دلائل النبوة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱/۲۰۶

(۱۱) ترمذی، الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ص۲۶، ح ۴

(۱۲) ملاحظہ ہو: دلائل النبوة، ۱/۲۰۱۔۲۰۹

(۱۳) مناوی، عبدالروف، شرح الشمائل علی جمع الوسائل، نور محمد کتب خانہ، کراچی، س ن ۱/۱۳

(۱۴) ترمذی، الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ,ص ۲۶، ح ۵؛ احمد بن حنبل الشیبانی، مسند احمد، مسند علی ابن ابی طالب، بیروت، مؤسسة الرسالة الطبعة الأولی، ۱۴۲۱ھ ۲/۱۰۱، ح ۶۸۵

(۱۵) ترمذی، الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ,ص۲۹، ح ۸

(۱۶) اشرف الوسائل، ص۵۴

(۱۷) ترمذی، الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ,ص۲۵، ح ۲

(۱۸) جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ۱/۴۷۔۷۷؛ بیہقی، دلائل النبوة ۱/۲۲۱

(۱۹) ترمذی، الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ,۱/۲۹، ح ۸؛ بیہقی، دلائل النبوة، ۱/۲۱۴

(۲۰) بیہقی، دلائل النبوة، ۱/۲۱۴؛ ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، اسماعیل بن کثیر، البدایة والنہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۱۷/۶

(۲۱) بیہقی، دلائل النبوة، ۱/۳۰۷؛ ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر، قصص الانبیاء، مطبعة دار التالیف، قاہرہ، ۱۹۶۸ء، ۲/۴۱۷؛ جمع الوسائل، ۱/۳۶

(۲۲) تقی الدین المقریزی، احمد بن علی، امتاع الاسماع بما للنبی من الاحوال والاموال والحفدة والمتاع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ۱۵۹/۲۔ اس لفظ کو کسی اور محدث و سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا۔ روایت بھی ابوہریرہؓ والی ہی ہے جس

میں ''مفاض'' کا لفظ آیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہم راوی ہو کیونکہ ''خاض'' کا معنی یہاں صحیح نہیں بیٹھتا۔

(۲۳) الاذدی، معمر بن ابی عمرو راشد الازدی، الجامع، المجلس العلمی، پاکستان، ۱۴۰۳ھ، المحقق: حبیب الرحمٰن الاعظمی، ۱۱؍۲۵۹؛ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۲۷۵

(۲۴) النمیری، البصری، ابوزید عمر بن شبہ، اخبار المدینۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ۱؍۳۲۱، ح ۹۷۳

(۲۵) بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۲۴۸

(۲۶) بیہقی، احمد بن الحسین، ا لسنن الکبری، کتاب العدد, باب الحیض علي الحمل, دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ھ، ۷؍۶۹۳، ح ۱۵۴۲۷؛الاصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۴ھ، ۲؍۴۵؛ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱؍۱۱۵

(۲۷) الصالح الشامی، محمد بن یوسف، سبل ا لھدی والرشاد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۲؍۲۱

(۲۸) حسان بن ثابتؓ، الدیوان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ص ۶۸

(۲۹) ترمذی، الشمائل المحمدیۃ, باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ,ص۲۹، رقم ۸؛ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۲۱۴، ۲۱۵

(۳۰) اشرف الوسائل، ص ۶۵

(۳۱) الحضرمی، عبداللہ بن سعد، منتھی السؤل علی وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ، جدۃ، دار المنہاج، ۱۴۲۶ھ، ۱؍۲۲۱

(۳۲) الآجری، ابو بکر محمد بن الحسینی، الشریعۃ، کتاب الایمان و التصدیق,باب صفۃ خلق رسول اللہ ﷺ، دار الوطن، ریاض، ۱۴۲۰ھ، ۳؍۱۴۹۶، ح ۱۰۲۰؛ احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی، الآحاد وا لمثانی، النساء ,عاتکہ بنت خالد ام معبد الخزاعیۃ, دار الرایۃ، ریاض، ۱۴۱۱ھ، ۶؍۲۵۲، ح ۳۴۸۵؛ بیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۲۳ھ، ۳؍۲۴، ح ۱۳۶۲

(۳۳) الخصائص الکبری، ۱؍۱۲۸

(۳۴) اشرف الوسائل، ص ۶۵

(۳۵) تاریخ المدینہ، ۱؍۳۱۹، ح ۹۶۸؛ الرویانی، ابو بکر محمد بن ہارون، مسند الرویانی، مؤسسۃ القرطبہ، قاہرہ، ۱۴۱۶ھ، ۲؍۳۱۸، ح ۱۲۸۰؛ ترمذی، ابو عیسی محمد عیسی، السنن ،أبواب المناقب, باب ما جاء فی صفۃ النبیﷺ، - بیروت ,دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۸ام، ۶؍۳۵، ح ۳۶۳۸

(۳۶) مسند احمد، حدیث جابر بن سمرۃ السوائی، ۳۴؍۵۰۰، ح ۲۰۹۸۶؛ صحیح ابن حبان، بیروت، ۱۹۹۳ء، ۱۴؍۱۹۹، ح ۶۲۸۸؛ ترمذی، السنن، أبواب المناقب, باب ما جاء فی صفۃ النبیﷺ، ۶؍۴۱، ح ۳۶۴۶؛ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۲۱۱

(۳۷) بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۲۱۱؛ ابن حبان، محمد بن حبان البستی، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ترتیب: الأمیر علاء الدین علی بن بلبان الفارسی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴؍۲۰۰، ح ۶۲۸۹؛ السیرۃ الحلبیۃ، ۳؍۴۶۸

(۳۸) بیہقی، دلائل النبوۃ، ۱؍۳۷۸؛ الخصائص الکبری، ۱؍۱۳۰

(۳۹) مسند احمد،مسند علي بن أبي طالب ۱۰۱/۲،ح ۶۸۴؛البخاری، محمد بن اسماعیل،الادب المفرد، باب الجفاء, مصر, مکتبہ الخانجی، مصر، ۱۴۲۳،۵۸۳، ح ۱۳۱۵

(۴۰) مسند احمد، ۳۶۶/۳۴، ح ۲۰۹۱۷؛ ترمذی ، السنن،أبواب المناقب, باب ما جاء فی صفة النبیﷺ ، ۴۱/۶ ح۳۶۴۵

(۴۱) بیہقی، دلائل النبوة،۲۱۳/۱

(۴۲) الخصائص الکبری،۱۲۵/۱؛اشرف الوسائل، ص۵۶

(۴۳) امتاع ا لاسماع،۱۵۸/۲

(۴۴) ابن الاثیر، مبارک بن محمد،النہایة فی غریب الحدیث والاثر،المکتبة العلمیہ، بیروت۱۳۹۹ھ، ۵۱۶/۲

(۴۵) بیہقی،دلائل النبوة۲۱۱/۱؛امتاع ا لاسماع،۱۵۷/۲؛اشرف الوسائل، ص۷۰

(۴۶) صحیح ابن حبان،۲۰۰/۱۴،ص۶۲۸۹

(۴۷) ابن منظور، محمد بن مکرم،لسان العرب، دار صادر، بیروت،۱۴۱۴ھ، ۳۷۳/۱۱؛ زبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۴۰۰/۴

(۴۸) اشرف الوسائل، ص۷۰

(۴۹) ترمذی،السنن، ،أبواب المناقب, باب ما جاء فی صفة النبیﷺ ،۴۱/۶ح۳۶۳۶؛اشرف الوسائل ص۷۰؛ملا علی قاری، علی بن سلطان، مرقاة المفاتیح، در الفکر، بیروت، ۱۹۳۲ء، ۳۷۰۱/۹؛لسان العرب، ، ۳۷۳/۱۱؛تاج العروس، ۴۰۰/۴

(۵۰) السیرة الحلبیة،۲۱۷/۱

(۵۱) الشریعة، کتاب الایمان و التصدیق,باب صفة خلق رسول الله ﷺ۱۵۰۸/۳،ح,۱۰۲۲؛الشمائل المحمدیة،باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ص۲۹ح۸

(۵۲) مسند احمد،۵۶/۱۹،ح ۱۱۹۹۷؛دلائل النبوة،۷۵/۶

(۵۳) مسلم بن الحجاج،الصحیح ، کتاب الفتن و أشراط الساعة, باب ہلاک ھذہ الامة بعضھم ببعض،۲۲۱۵/۴، ح ۲۸۸۹

(۵۴) الفتنی الکجراتی الہندی، محمد طاہر بن علی، مجمع بحار انوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، دائرة المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ۱۹۶۸ء، ۳۲۸/۴؛ ابن الأثیر , مجد الدین إبو السعادات المبارک بن محمد , النھایة في غریب الحدیث والأثر , بیروت , المکتبة العلمیة،۱۳۹۹ھ-، ۱۱۶/۴

(۵۵) ترمذی،الشمائل المحمدیة، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ص۲۹ح۸؛الخصائص الکبری،۱۳۰/۱

(۵۶) الخصائص الکبری،۱۲۸/۱

(۵۷) الھروی، ملا علی بن سلطان القاری، شرح الشفا، دار الکتب العلمیہ، بیروت،۱۴۲۱ھ، ۳۴۴/۱

(۵۸) ابن الاعرابی، ابو سعید بن الاعرابی، معجم ابن الاعرابی، المملکۃ العربیہ، السعودیہ، دار ابن جوزی، ۱۴۱۸ھ، ۵۹۸/۲، ح ۱۱۸۱؛ابن ابی شیبہ، عمر بن شیبہ، تأریخ المدینة،ء، ۳۲۱/۱,ح ۹۷۲

(۵۹) ترمذی، الشمائل المحمدية,باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ،ص۲۹ح۸؛ بیہقی,دلائل النبوة،۱/۲۱۵
(۶۰) اشرف الوسائل،۱/۵۶؛جمع الوسائل،۱/۳۷
(۶۱) بیہقی، دلائل النبوة،۱/۳۰۳
(۶۲) ترمذی، السنن ، أبواب المناقب,باب,۵/۶۰۳ح۳۶۴۶؛الشريعة، كتاب الايمان و التصديق,باب صفة خلق رسول الله ﷺ۳/۱۵۰۸,ح۱۰۲۲
(۶۳) ترمذی،السنن، أبواب المناقب,باب۵/۶۰۳,ح۳۶۴۷
(۶۴) اشرف الوسائل،ص۶۶
(۶۵) بیہقی،دلائل النبوة،۱/۲۱۵
(۶۶) ترمذی،الشمائل المحمدية، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ص۳۴,ح۱۵
(۶۷) ابن حجر الہیثمی، اور علامہ قسطلانی نے ان دونوں کلمات کا ذکر ابن سعد اور ابن عساکر کے حوالے سے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: اشرف الوسائل، ص۶۶؛المواهب اللدنية، ۲/۱۹
(۶۸) اشرف الوسائل،ص۶۶
(۶۹) جمع الوسائل،۱/۳۸
(۷۰) القيامة۷۵: ۱۶
(۷۱) ترمذی،الشمائل المحمدية، باب ما جاء في تواضع رسول اللهﷺ ,ص۱۲۹,ح۳۳۶
(۷۲) دیکھیے حوالہ نمبر۱۔
(۷۳) الزرقانی المالکی، محمد بن عبدالباقی،شرح الزرقانی علی المواهب اللدنيه،بیروت،دارالکتب العلمیہ،۱۴۱۷ء،۵/۴۴۶
(۷۴) الشريعة، كتاب الايمان و التصديق,باب صفة خلق رسول الله ﷺ۳/۱۵۰۳,ح۱۰۲۱؛المعجم الكبير، حبیش بن خالد الانصاری۴/۴۸,ح۳۶۰۵
(۷۵) بیہقی،دلائل النبوة،۱/۲۱۷
(۷۶) مسند احمد، مسند علي ابن ابي طالب،۲/۱۰۱، ح ۶۸۴؛ ترمذی، الشمائل المحمدية، باب ما جاء في خلق رسول اللهﷺ ص۲۹،ح۸
(۷۷) المناوی، زین الدین، عبدالروف، فيض ا لقدير شرح الجامع الصغير، مصر، المکتبہ التجاریہ،۱۳۵۶ھ، ۵/۷۶,ح۶۴۹۳
(۷۸) ترمذی،السنن،أبواب الادب,باب ما جاء في الأخذ من اللحية۵/۹۴,ح۲۷۶۲
(۷۹) سبل الهدى والرشاد،۷/۳۴۸
(۸۰) ابن عساکر، علی بن حسن، تاریخ دمشق الکبیر،دار الميسرة ,بیروت،۱۳۹۹ھ،۱/۳۳۵
(۸۱) ابن سعد،، محمد بن سعد،الطبقات الكبرى، ذكر صفة خلق رسول الله ﷺبيروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ ، ۱/۳۱۶، فقال الشاشی، ابوبکر محمد بن علی، شمائل النبوة، ریاض، دار التوحید، ۱۴۳۶ھ، ص۱۳۰
(۸۲) مسند احمد، مسند انس بن مالک۲۰/۱۸۶؛ ح۱۲۷۹۱

(۸۳) حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة, ذکر مناقب جعفر بن إبي طالب, بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ء، ۳، ۲۳۲، ح ۴۹۳۷

(۸۴) ترمذی، السنن، أبواب الزهد, باب قول النبي صلي الله عليه و سلم لو تعلمون ما أعلم...... ۴، ۵۵۶, ح ۲۳۱۲؛ مسند احمد، حدیث ابی ذر الغفاریؓ، ۳۵، ۴۰۵, ح ۲۱۵۱۶

(۸۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل أحق بالامامة، ناشر، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ، ۱، ۱۳۶؛ مسند احمد، مسند انس بن مالک، ۱۹، ۱۲۸، ح ۱۲۰۷۲

(۸۶) جمع الوسائل، ۲، ۲۵۵

(۸۷) بیہقی، دلائل ا لنبوة، ۱، ۲۰۰

(۸۸) قسطلانی، احمد بن محمد، المواهب اللدنیة،، ۵، ۵۳۶

(۸۹) ملاحظہ ہو: جمع الوسائل، ۱، ۱۳۱

(۹۰) الشمائل المحمدية، باب ما جاء في ضحك رسول الله ﷺ ص ۹۱ ، ح ۲۲۶,؛ ابن مبارک، عبداللہ بن المبارک الزهد والرقائق، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ۱، ۷۴، ح ۱۴۵

(۹۱) الشمائل المحمدية، باب ما جاء في ضحك رسول الله ﷺ ص ۹۱، ح ۲۲۸؛ الزہد والرقائق، ۱، ۷۴، ح ۱۴۶

(۹۲) الشمائل المحمدية، باب ما جاء في ضحك رسول الله ﷺ، ص ۹۱–۹۳

(۹۳) طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۲۲، ۱۵۶ ح ۴۱۴؛ الشمائل المحمدیۃ، ص ۹۰، ح ۲۲۵

(۹۴) اشرف الوسائل، ص ۳۹

(۹۵) ابن ابی اسامہ، ابو محمد الحارث بن محمد، بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، باب فيما أشترك فيه أبوبكر وغيره من الفضل ناشر: مرکز خدمة السنة, المدینہ المنورة، ۱۴۱۳ھ، ۲، ۸۸۹، ح ۹۶۱

(۹۶) الجامع الصحيح لمسلم، كتاب الزكاة، باب الحث علي الصدقة.... ۲، ۷۰۴، ح ۱۰۱۷؛ بیہقی، السنن الکبری، کتاب الزكاة، باب التحريض علي الصدقة.... ۴، ۲۹۳ ح ۷۷۴۱

(۹۷) طحاوی، احمد بن محمد، مشكل الآثار، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ۱، ۳۳۲، ح ۳۴۳

(۹۸) ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، كشف المشكل من حديث الصحيحين، دارالوطن، ریاض ۱، ۳۴۴، ح ۴۱۴

(۹۹) مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود، ۴، ۳۴۵، ح ۴۳۲۲

(۱۰۰) ابن ماجہ، ابو عبداللہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب الدهون، باب الشرب من الاودية، بیروت, دار احیاء الکتب العربیہ، ۲، ۸۲۹، ح ۲۴۸۰

(۱۰۱) مسند احمد، حدیث عبداللہ بن ثابت، ۲۵، ۱۹۸، ح ۱۵۸۶۴

(۱۰۲) مسند احمد، حدیث عمران بن حصین، ۳۳، ۱۱۶، ح ۱۹۸۸۶

(۱۰۳) مسند احمد، حدیث بریدۃ الاسلمی، ۳۸، ۱۱۸، ح ۲۳۰۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆